١٣٩٧و١٣٩٨
الناسخ
١٣٩٨
جلد اول

التناسخ

بسلسلہ نمبر ۲

بیادگار حضرت حجۃ الاسلام مجدّد دین رسول انام جناب غفرآنمآب نور ضریحہ منجانب ادارۃ التبلیغ لکھنؤ

مصنفہ مجتہد العصر و الزمان معین العلماء مولانا سیّد احمد صاحب علامہ ہندی مدظلہ العالی مصنف حمایت الاسلام و (فلسفۃ الاسلام وغیرہ)

باہتمام جناب داروغہ سید محمد صاحب در ماہ شعبان ۱۳۳۶ھ

(در مطبع تصویر عالم لکھنؤ شایع شد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آداگون وجنم جو ہندو مذہب کا ایک دینی اور مذہبی مسئلہ ہے اور بعض حکماء متقدمین بھی اس مسئلہ کے حامی رہے ہین اور متکلمین اسلام وحکماء سابق کے مابین اس مسئلہ مین بڑی طبع ازمائیان ہوئی ہین اکثر احباب کا ہم سے اصرار رہا کہ کچھ خیالات کا اپنے اظہار کرین چونکہ ہم فلسفۃ الاسلام کی تصنیف کا سلسلہ جاری کرچکے ہین اور اکثر علوم مین الحمدللہ لکھ چکے ہین مثل طبعیات، کیمسٹری، ہیئت، جیالوجی، بیالوجی، جغرافیہ طبعیہ، میتھولوجیا وغیرہ کے خیال تھا کہ جب ہم مستقل علم النفس وفزیالوجی پر بحث کرین گے اُسوقت اس مسئلہ پر خواہ مخواہ مفصل وبسیط نظر کیجاویگی لیکن احباب کے اصرار نے مجبور کیا تاکہ مختصر اس بارے مین علٰحدہ کچھ لکھدین اور یہ کارآمد وضروری مسئلہ جلد طالبان علم کے مطالعہ مین آجاوے لہذا خوشنودی احباب کی غرض سے ہم اجمالاً اس مسئلہ پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہین اور خدا سے اُمید ہے کہ رحم وکرم سے اپنے ان چند سطور کو قبول فرماوے آمین ثم آمین۔

جنم کا مسئلہ دو طرح پر بتایا جاتا ہے۔

(۱) انسان اپنے اعمال وکردار کی بدولت دار دنیا مین ہمیشہ اس چولے کو ترک کرکے دوسرا چولا اختیار کرتا ہے انسان ادنی صورت حیوان کی اور کبھی نباتات کی اختیار کرتا ہے اور پھر نباتات سے جسم حیوانی اور جسم حیوانی سے جسم انسانی حاصل کرکے اس ولٹ پھیر کے ذریعہ سے دکھ سکھ حاصل کرتا ہے اور یہی طریقہ اُسکی جزا سزا کا خدا نے مقرر کر رکھا ہے۔

(۲) انسان بحیثیت ممکن الوجود ہونیکے ناقص الخلقت ہے اُسکے نقصانات تکوینی کی اصلاح کیواسطے خالق موجودات نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اُسکی انسانیت مختلف اجسام مین حلول کرتے ہوئے ایک نکھری ہوئی خلقت ہو جاتے ہین اور مختلف بدنون مین داخل ہو کر عیوب و نقائص تکوینی اُسکے دور ہو جاتے ہین۔ ان دونون نظریون پر غور کرنے سے پہلے ہم کو قانون ترکیب پر غور کرنا چاہیے۔

ترکیب کا قانون طبعی

تمام مرکبات عالم کا قانون ترکیب یہ ہے کہ جن چیزون مین کشش کیمیائی یا الفت کیمیائی ہوتی ہے وہ مفردات آپس مین ملکر ایسا مرکب بناتے ہین جسکو اپنے بنانیوالے مفرد یا مرکبون سے اصلا مشابہت نہین رہتی نہ صورتین نہ صفات مین (مثال) گندک پارہ ملنے سے شنجرف بنتی ہے پس ترکیب اُسیوقت ہوگی جب باہم عقد کی کشش ہو ورنہ مرکبات کا وجود نہین ہو سکتا جن چیزونمین عقد کی کشش نہین ہے لہذا اُنکے مرکبات کا بھی دنیا مین وجود نہین ہے یہ ایک مسلمہ بات ہے جس سے انکار سائینس کو جھٹلانا ہے۔

اب اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھو۔

حدیث مین ہے خدا نے مخلوق کو خالص و غیر خالص بنایا آپس مین اختلاف والفت قرار دی اور ذائقہ و طعم مقرر کیے (عیون الاخبار، توحید شیخ صدوق بحار الانوار) صاف بتایا ہے کہ مخلوق دو طرح ہے ایک خالص یعنی مفردات وعناصر جسمین کسی دوسری شے کی آمیزش نہین ہے۔ دوسرے غیر خالص یعنی مرکبات جو چند مفردون کی آمیزش سے بنتے ہین ان دونون حالتونکی وجہ بتائی ہے کہ بعض مفردات کو بعض سے اختلاف ہے یعنی اُنمین عقد کی کشش نہین ہے اور بعض کو بعض سے اُلفت ہے یعنی عقد کی کشش ہے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ بعض مرکب کی شکل مین ہین اور بعض مفرد کی حالت مین دالا سب

موجودات ایک شکل میں پائے جاتے اور عقد کی کشش نہوتی تو کوئی شے مرکب حالتمین دنیا مین موجود نہوتی اور اگر منافرت کیمیائی نہوتی تو کبھی دنیا مین مفرد کا وجود نہ ہوتا فلسفہ جدید و فلسفہ اسلام اس بارے مین متحد ہین روزمرہ کا بھی یہی مشاہدہ ہے تمام مرکبات عالم کی ترکیب کا جب یہی ایک اصول ہے تو ترکیب انسانی بھی اس اصول سے خالی نہین۔

انسان اسیوقت بنے گا جب اُسکے اجزا باہم اُسی وزن و تناسب کے مجتمع ہون جو اُس مرکب کے لیئے ضروری ہین ورنہ انسان کا وجود نہین ہو سکتا۔ اسی طرح سے اجزائے انسانی جب اُسی تناسب و وزن کے ساتھ جمع ہونگے تو انسان ہی بنے گا گھانس پات اونٹ بیل نہین بن سکتا (مثال) ایک سیر سرکہ اور پاؤ بھر شکر ملاکر آنچ دو اُتنی جسمین قوام ہو جاوے سکنجبین تیار ہوگی کوئی معجون واطریفل نہین بنے گا جو صفات و خواص سکنجبین کے ہین وہی پائے جاوینگے کسی دوسرے مرکب کا خاصہ اُسمین پیدا نہوگا اب اس تناسب کی رعایت نہ کرو مثلاً سیر بھر شکر پاؤ بھر سرکہ ڈالدو اختلاف وزن سے سکنجبین نہ بنیگی یا اسقدر آنچ تیز کردو کہ سرکہ جل جاوے تب بھی سکنجبین نہ بنیگی یا خفیف حرارت دیکر اُتار لو سکنجبین پختہ نہ بنے گی۔

تمام مرکبات عالم کی یہی حالت ہے دو مختلف حقیقتین ایک نہین ہو سکتین نہ دو مفردونکے ملجانے کے بعد مرکب اپنے صفات سے متصف ہو سکتا ہے جب یہ اصول مسلم ہے تو سوال ہوتا ہے۔

کیا انسان گھانس پات اور دوسرے حیوانات بن سکتا ہے

اسکی دو صورتین ہین۔ ایک یہ کہ مفردات انسانی تحلیل ہوکر مرنے سڑنے گلنے کے بعد حیوان و نباتات کی صورت اختیار کرین۔ بیشک ایسا ہی ہوتا ہے انسانی مفردات دوسرے مفردات سے ملکر ایک جدا مرکب بناتے ہین آدمی کو شیر پھاڑ یا

چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے وہ گوشت ہڈی درندہ کا جزو بدن ہو جاتا ہے۔ آگ مین جلکر انسان خاک سیاہ ہو جاتا ہے جلنے والے اجزا جل جاتے اور مٹی مین ملکر عمارتو نکے کام آتے ہین نباتی اجزا مین اُنکے ضروری اجزا صرف ہوتے ہین کاربن جسم انسانی کا نباتات و حیوانات مین شریک ہو جاتا ہے اور دیگر مفردات دوسری بناوٹو نمین صرف ہوتے اور تحلیل ہوتے رہتے ہین اُسکو قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے " منها خلقناکم و فیها نعیدکم " تم زمین سے خلق کئے گئے ہو ارضی مفردات تمھاری ساخت کا جزو اعظم ہین (دیکھو آرگینک کیمسٹری مین اس بحث کو اور ہمارے فلسفۃ الاسلام کیمسٹری کو) اور یہ تمھارے اجزا جن چیزون مین سے لیے گئے تھے اُنھین مین پھر عود کر جاتے ہین۔

انسان ہی پر منحصر نہین یہ تو تمام مخلوقات عالم مین بگاڑ بناؤ ہے۔ نباتات سڑتے گلتے ہین اُسمین جتنے تخمیر کے مادے ہین اُنمین کیڑے مکوڑے اور جاندار پیدا ہوتے ہین۔ کاربن سے معدنی کوئلہ اور دیگر اشیاء کا وجود ہوتا ہے گھانس پات کھا کر جسم حیوانات مین نمو اور بالیدگی ہوتی ہے اور وہ جسم انسانی و حیوانی کا جز بنتے ہین۔

خدا نے انسانی زندگی کو صاف تشبیہ دیکر بتایا ہے اور اس روزانہ مشاہدہ کا اسطرح سے بیان کیا ہے " فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون " (سورہ اعراف) ہم نے ابر سے پانی برسایا اور اُسی سے ہر قسم کی روئیدگی اور پھل پیدا ہوتے ہین اسیطرح سے مردہ بھی زندہ ہونگے شاید کہ تم سمجھو۔ بیشک زمین کی سڑی گلی مٹی مین نباتی تخم کی روئیدگی اس پانی سے ہوتی ہے اور برسات مین لہلہاتی گھانس و سبزہ زاری خشک میدانون کو تختہ زمردی بنا دیتی ہے۔

اسیطرح سے جاندار تخم زمین مین اور مردہ سڑی گلی حیوانی مادے جیتے جاگتے ہر چہار طرف دفعتًا اوڑتے اور دوڑتے نظر آتے ہین کیمسٹری مین کیفیت تخمیر (فرمینٹیشن) کو پڑھ کر لی ہر وجن دار شئے سڑنے تئے یعنے اجزاء متفرق ہونے کی حالت مین ہو خمیر کا کام دیگی اس تخمیر سے حیوانات کی پیدائش ہوتی ہے جو نہایت ابتدائی اشکال نباتات و حیوانات کی پیدائش مین سے ہو جنکو انگریزی مین دو فنجائی "کہتے ہین جب جو کا اسٹارچ شکر مین تبدیل ہوتا ہے اور شکر شراب مین تو اُسوقت ایک ایسی شئے پیدا ہوتی ہے جس کو السٹ کہتے ہین بچشم ظاہر زرد رنگ مائل بہ سبزی نیم ثقیل چیز ہے مگر خوردبین سے دیکھین تو بناوٹ اسکی مشتمل ہے نہایت چھوٹے چھوٹے گول کیسون کے دانون سے جو آپسمین بطور لمبی قطار یا گچھون مین ملی رہتی ہے یہ نہایت ابتدائی یا ادنی تر پیدائش عالم کے نباتات مین سے ہے اور اُسکی نشو و نما جاندار کے پیدا ہونے کی ابتدا ہے اسیطرح سے ذیروح پیدا ہوتے بڑھتے اور پھلتے پھولتے ہین پھر وہ اپنے دورہ زندگی پورا کر لینے کے بعد سڑ گل کر زمین مین ملجاتے اور اُنکے رطوبات اور سیلاز مین کی بھاپ و بخار بنکر اوڑتی ہے بعد ایک مدت کے پھر ابر بنکر برستی ہے۔

بعینہ یہی انسانی زندگی کی حالت ہے "منہا خلقنٰکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ اخریٰ" خدا نے انسان کو ارضی اجزائے خلق فرمایا پھر اُسکے اجزاء جہان کے تہان ہو جاوینگے اور اُسی زمین مین ملجاوینگے اور دوبارہ بقاعدہ ارساب پھر زمین سے نکالے جاوینگے اگر اسیکا نام تناسخ و جنم ہے تو یہ انسان سے مخصوص نہین زمین آسمان نباتات جمادات حیوانات سب کے لیئے ہے گنون اور اعمال کو اسمین کیا دخل ہے اگر محض انسان کے ساتھ یہ الٹ پھیر مخصوص ہوتا تو بیشک جنم کا مسئلہ مسلم ہوتا تھا و بگاڑ تغیر طبعی ہے اسکو اعمال و کردار سے کیا تعلق ہے اور یہ تغیرات محض صورت نوعیہ مین ہے۔

دیکھو ایک ثابت تارہ کرورون سال مین ٹھنڈا ہو کر ویران ہو جاتا ہے اُسکی گیس
فنا نہین ہوتے ہین دوسرے موجودات کی ترکیب مین خرچ ہوتے ہین کومٹ
اور اُنسے سیارہ و اقمار بنتے ہین اور اُنکے پھٹنے اور ٹوٹنے سے شہاب ثاقب
بنتے ہین اور اُنکی تحلیل سے دوسرے مرکبات عالم کا وجود ہوتا ہے تمام عالم مین
یہی اُلٹ پھیر ہے جو انسان سے مخصوص نہین ہے قرآن مجید مین ہے ۔
"وقالوا ءاذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جدیدا قل کونوا
حجارۃ او حدیدا او خلقا مما یکبر فی صدورکم (سورۂ بنی اسرائیل)
کافر کہینگے جب ہم سڑ گل کر ہڈی اور خاک کے ذرہ ہو جاوینگے پھر ایک نئی خلقت
کیونکر بنجاوینگے (اے نبی آپ کہدیجیے) تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی بڑی خلقت
ہو جاؤ جو تمہارے دلمین ہو (تب بھی تم دوبارہ پیدا ہوگے) صراحت سے
بتایا ہے کہ مرکر انسان وہ صورتین اختیار کرتا ہے جسکو وہ اپنے زعم مین مقلوب
الماہیت سمجھتا ہے ۔ انسانی مٹی متحجر ہو جاوے یا انسانی آئرن خالص لوہے
کی صورت مین نمودار ہو یا انسانی تصور اس سے کوئی بڑی خلقت تجویز کرے
مثلاً انسان سورج بنجاوے اسلیے کہ وہ ایک ہی اجتماع ذرات سے ایک ثابت
تارہ بنے تب بھی دوبارہ اُسی سے رفتہ رفتہ مادہ انسانی علیٰحدہ ہو کر پھر پہلا
انسان بنا دیا جاویگا جسطرح سے تمہارے ہی ذرات سے زمین و آسمان بنے وہی
اجزاء کیمیاوی جو ہمارے ہین وہی زمین آسمان کے ہین اور جو زمین و آسمان کے
مفردات ہین وہی ہمارے ہین پس نہ زمین و آسمان چاند تارے روز بنتے
بگڑتے ہین نہ انسان روز نئے جنم لیتا ہے انسان مین تغیر ویسا ہی ہے جیسا کہ زمین
آسمان و نباتات مین کہ جو طبعی ہے جنم آواگون کو کیا دخل ہے ۔
قرآن مجید مین ہے " وقالوا اذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا
جدیدا اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علی ان
یخلق مثلہم وجعلہم اجلا لاریب فیہ (سورۂ بنی اسرائیل) کفار کہتے ہین

یہ کیسی بات ہے جب ہم سٹر گل کر ہڈی اور خاک کے ذرہ ہو گئے تو پھر ایک نئی خلقت کیونکر بن سکتے ہین خدا فرماتا ہے تم نہین دیکھتے خدا ایسا ہے جو اسطرح سے آسمان اور زمینون کو بھی بناتا ہے (ایک ثابت تارہ پھٹتا ہے اُس سے سیارہ بنجاتے ہین دوسرے ثوابت اُسکو اپنا سیارہ بنا لیتے ہین سورج سے زمین بنتی ہے پھر زمین پھٹتی اور تحلیل ہو کر پہلے مادہ مین آئی اور بہت سے سیارہ پھٹ کر پھر تحلیل ہوئے آخری نتیجہ اُنکا بھی یہی ہوگا کہ پھر ایک ثابت تارہ بنجادین زمین سے سورج اور سورج سے زمین بنتی ہے) خدا بیشک قادر ہے کہ تمھارے انند ایک دوسری خلقت پیدا کرے خدا نے اسلیے ایک مدت قرار دی ہے جسمین کوئی شک نہین ہے " بیشک ایکدن مین ایسا نہین ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ انسانی مادہ تحلیل ہوتا ہوا پھر پلٹ کر انسان بنتا ہے۔

معاد و جنم

اسس مسئلہ معاد اور ہندو آواگون کے اعتقاد مین جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ انکے یہان ہر روز انسانی انقلاب ہوتا ہے اور ایک انسان کا بار بار اعادہ اُس کے گنون کے جزا سزا مین ہوتا رہتا ہے ہر روز روح نیا قالب اختیار کرتی ہی کبھی نباتی اور کبھی حیوانی اور کبھی دوسرا انسانی قالب معاد انسانی مین نہ قالب بدلتا ہے نہ روح اور نہ ایسا ہر روز ہوتا ہے بلکہ قیامت ہی کے روز ہوگا انسان کے جسمانی اجزا باقی رہتے ہین خواہ وہ کوئی تشکل اختیار کرین پھر جب دوبارہ انسان بنایا جاتا ہے تو اُسکے منتشر اجزا سمیٹ کر وہی روح پھر اسی قالب مین پھونک دیجاتی ہے اور سزا جزا گنون کی صرف اُسی ایک جسم اور اُسی روح کو جس سے اچھے یا برے کام ہوئے ہین بھگتنا پڑتی ہے انسان بھی مثل دیگر مرکبات عالم کے ہے ادھین اجزا سے اُسیطرح سے بنا ہے جسطرح عالم کے اور اشیاء بنتے ہین منہا خلقنا کم اور اُسیطرح سے بگڑتے رہتے ہین جسطرح سے دیگر مرکبات

عالم مین بگاڑ ہوتا ہے وفیہا نعید کم پھر اُس زمین سے دوبارہ نکالے جاؤگے اُسی اُصول پر جسطرح پر تمام موجودات عالم کا دوبارہ اعادہ ہوتا ہے دوسرا کوئی نیا طریقہ نہین برتا جاوے گا۔ جنم کا اُصول خلاف قواعد طبعیہ اور مخالف آثار فطریہ ہے۔

(۱) انسانی ہڈیان سیکڑون اور ہزارون سال میوزیم و قبور مین محفوظ ملی ہین مصر کے قدیم و خمون اور تہہ خانون مین ہزارون سال نعشین محفوظ رکھی گئی ہین جنکو اہرام مصریہ کہتے ہین۔ یہ بھی انسان ہین اچھائی برائی دنیا مین کچھ کی ہوگی وہ اس جنم سے کیون بچ گئے۔ کہا جاتا ہے روح کا جنم مراد ہے جسم کو جنم سے تعلق نہین بھلا ایک روح نے سیکڑون قالب عذاب و ثواب کے لیے اختیار کیئے وہ قالب یقینی وہ نہین جو پہلے زندگی مین عذاب و ثواب مین شریک نہو تھے کرے کوئی بگڑا کوئی جاوے جو عمارت قابل تزئین ہو وہ ویران رہے دوسری عمارت بسائی جاوے ایک عمارت خراب کرنے اور ڈھا دینے کے لائق ہو اُسکو چھوڑ کر دوسری عمارت ڈھا دینا روحانی جنم کی ایک سچی تمثیل ہے۔

(۲) جیالوجی نباتی و حیوانی آفرینش کو دوسرے اور تیسرے جیالوجی دور مین بتاتی ہے لہذا نباتات و حیوانات انسانی نوع سے مقدم ہے ہم مذکورہ دونون صفتونکو انسان سے ہزارون سال پیشتر سے دیکھ رہے ہین جسطرح جیالوجی کے تین دورے تمام ہوئے یہ چوتھا دور بھی ختم ہونیوالا ہے جو ہر کرہ کی برباد ی کا زمانہ ہے اور اسلام نے اُسکو قیامت کہا ہے اُسوقت انسانی جنم کا کیا حال ہوگا وہ عذاب و ثواب روح کا کس جنم مین ہوگا پس یہ سلسلہ جنم جیالوجی کے رو سے ختم شدنی ہے اور اسلامی جزا سزا ابد الاباد تک کے لیئے ہے۔

(۳) جسمانی و نباتی وجود کا تقدم بتاتا ہے کہ وہ اپنی ہستی مین انسانی جنم کا

محتاج نہین ہیروالا اُسکا وجود سابق انسان سے ہوتا ہے ایسی ہستی کو انسانی ہستی قبول کرینگی بلاوجہ کیون ضرورت ہوئی - عام قانون ترکیب کے بھی سراسر خلاف ہے اگر اوسکو ان اصناف کے مفردات سے عقد کی کشش ہوتی تو پہلے ہی وہ مرکب بن چکتے گون کو عقد کی کشش مین کیا دخلیت ہے -

(۴) ہندو مذہب مین پچھلے جگون کے کرورون سال کی عمرین ہوتی تھین اُن کی طولانی زندگی کی نیکی بدی اس جگ کی تھوڑی عمر کی پاداش و جزا مین ایک ناکافی جزا سزا ہوگی -

(۵) ڈاردن کے نشو و ارتقاء کی تھیوری بھی اس جنم کے مخالف ہے ادنی زندگی سے اعلیٰ مین ترقی تو مشاہدہ اور تجربہ ہے اعلیٰ سے ادنیٰ مین تنزل کس دلیل سے ثابت ہے -

یہ کہا جاتا کہ انسان بحیثیت ممکن الوجود ہونے کے ناقص الخلقت ہے اُس کے نقصانات تکوینی کی اصلاح کیواسطے خالق موجودات نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اُسکی انسانیت مختلف اجسام مین حلول کرتی ہے اور مختلف برنوںمین داخل ہوکر عیوب و نقائص تکوینی اُسکے دور ہوجاتے ہین -

یہ اصول نشو و ارتقاء کے بالکل خلاف ہے ہے تو کہہ سکتے ہو کہ ابتدائی نباتی و حیوانی ساخت کے نقائص تدریجی نشو و ارتقاء سے اب انسان اشرف المخلوقات بنے اور اُنکے عیوب و نقائص اس انسانی آخری جنم مین اصلاح پذیر ہوئے لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ انسانی نقائص دفع کرنے کیواسطے اُسکو اُس سے کمتر وادون صنف حیوانی مین جنم لینا پڑا یا اُس سے زاید کمتر نباتی جسم مین جنم لینا ہوا یہ نقائص کی اصلاح کا ذریعہ نہوا بلکہ ارتقاء اور ترقی سے پستی کیطرف ہٹنا کہلاویگا -

انھین خرابیون کے دیکھتے ہمین اسلامی تعلیم ماننا پڑتی ہے کہ وہی ایک جنم وہی ایک روح جزا و سزا بھگتی ہے جس نے دنیا مین نیکی یا بدی

کی ہے اُس کے واسطے وہی قیامت کا دن ہے جسمین سب زندہ کیے جاوینگے
اور جزا سزا پاوین گے۔

جنم کی دوسری صورت

اجزائے جسمانی انسان کے تغیرات طبعی وکیمیاوی قبول کرتے ہین لیکن انسانیت
یعنے روح ایک جسم چھوڑکر دوسرا جسم اختیار کرلیتی ہے اور ایک دوسرا روح
وجسم کا مرکب بنجاتا ہے۔

اس صورت مین بھی ہمکو وہی قانون ترکیب پیش نظر رکھنا چاہیے یہ انواع مختلفہ
عالم ایک دوسرے کی شکل اسیوجہ سے اختیار نہین کرتے کہ آپسمین عقد کی کشش
والفت کیمیاوی نہین ہے۔

سوال ہوتا ہے ابتدا ہی مین زید شمشاد کا درخت کیون نہ بنا اور شمشاد انسان
کیون نہ بنا۔ اسکا صرف یہی ایک جواب ہے کہ مخالفت اجزا اور ہر مرکب کے
کے اجزا جدا ہوتے ہین اور اُنکے عقد کی کشش مختلف ہوتی ہے آدمی اپنے
اعمال سے اگر سور بن سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اول ہی مین سور کی شکل پر ظاہر
نہ ہوا اور جنم کے ذریعہ سے سور بنا جب دونومین عقد کی کشش ایک سی ہے تو
اعمال کو کونسی دخلیت ہے حالانکہ ایسے مرکب کے وجود کا امکان ہی نہین ہے
انسان کے اجزا جس تناسب سے ملے ہین اُس سے انسان ہی کا مرکب
وجود مین آویگا نباتی وحیوانی وجمادی کوئی مرکب بن ہی نہین سکتا کیونکہ
اُسکے اجزا اور اُنکا وزن و تناسب اور عقد کی کشش انسان ہی بناویگی
اگر یہ کلیہ صحیح نہین ہے تو تمام مرکبات عالم پر اعتماد نہ رہے بنا دین کوئی مرکب
اور بنے کوئی گیہون بوئین اونٹ کٹارا اُوگے گندک وپارہ ملادین شنجرف
نہ بنے سنکھیا بنے ہیدروجن واکسیجن کا مرکب ہیدرکرا وکسائڈ نہ بنے حالانکہ
تمام علوم تجربیہ کا اسی پر مدار ہے وہی مرکب وجود مین آتا ہے جس کے اجزاء

اُسی وزن وترکیب سے جمع ہوتے ہین جب اُن اجزا مین کمی بیشی وتناسب نہوگا تو بیشک وہ مرکب نہ بنے گا۔ پس انسانی اجزا اور وحانی اُسی تناسب سے مرکب حیوانی ونباتی نہین بنا سکتے اور اگر اُنکے اجزا مین تناسب نہ رہیگا تو درحقیقت یہ انسان ہی نہ ہوگا۔

اگر کہو کہ اُصول ترکیب طبعی ہے لیکن قادر مطلق کے زیر قوت سب کچھ ہوسکتا ہے بیشک صحیح ودرست ہے لیکن کسی شئے کا کسی قادر مطلق کے زیر قوت ہوسکنا اُسکے ہوجانے کی دلیل نہین۔ قادر مطلق ایسا ہی کرتا ہے اسکی کیا دلیل ہے روح انسانی کو عذاب وثواب کیلئے دوسرے قالبو مین مارا مارا پھراوے اسکی کیا ضرورت ہے قانون الٰہی شریعت موسوی وعیسوی ومجوسی واسلامی نے جزا وسزا کیواسطے بہشت ودوزخ مقرر کیے ہین کیا دلیل ہے کہ بہشت ودوزخ نہوا ورجنم ذریعہ جزا وسزا ہو درآنحالیکہ اُسکی خرابیان سابقاً مذکور ہوئین۔

اور اگر کہو قاعدہ ترکیب صرف اجسام مین ہے نہ ارواح مین مرکبات روحانی مین مذکورہ قاعدہ نہین ہے۔

سوال ہوتا ہے کہ جنم کی غرض صرف عذاب وثواب بتائی جاتی ہے اور شعور لذت والم کا اگر نہو تو عذاب وثواب بیکار ہے مثلاً کسی مجرم کو دو درجن بینت تجویز کیے جاوین اور کلوفارم سے بیہوش کر کے بینت لگا دیے جاوین تو یہ ایک حماقت ہوگی سزا نہ کہلاویگی۔ اسیطرح سے کسیکو لذیذ غذا کھلانی مقصود ہو بیہوش کر کے اُسکو وہ غذا کھلا دیجاوے یا خواب مقناطیسی مین کسیکو مبتلا کر کے تخت شاہی پر بٹھا دیا جاوے یہ انعام نہوگا سزا جزا ایسی ہو جس سے نفس کو اذیت وخوشی محسوس ہو (مثال) کسی مفلس کو جو تکلیف و مصیبت مین گرفتار ہو منصب وجاگیر دیکر مالدار کر دینا یہ انعام ہے جسکا نفس کو احساس ہوگا۔ ایک مالدار کا تمام مال وجاگیر ضبط کر لینا اور مفلس بنا دینا

یہ سزا کہلا ویگی جسکی تکلیف نفس کو محسوس ہوگی جنم مین بدکار کو اس جسم کی مفارقت پر سور کے جسم مین لانا اُس حیوان کو اسکا شعور کہ مین وہی ہون جو ایک ظالم بادشاہ تھا قطعاً نہین ہوتا - ایک نیک چلن فقیر کا شاہی خاندان مین پیدا کرنا بیشک راحت رسانی ہے لیکن اُسکو اسکا شعور کہ مین وہی مصیبت زدہ پارسا ہون جو اب راحت اُٹھا رہا ہون ہرگز ایسا نہین ہوتا - پس جنم کے ذریعہ سے جزا سزا ایک نے سود طریقہ ہے کیونکہ جزا سزا محض ندامت و ترغیب کے لیے ہوتی ہے تاکہ دوسرے عبرت کرین بدچلنی سے بچین خود مجرم بخوف سزا آیندہ جرم سے بچے - ایک بدکار انسان جو کہ سور بنچکا ہے اور سور بنتے بھی اُسکو کسی نے نہین دیکھا پھر اسپر خود بے شعوری سے کیا اثر ہوسکتا ہے اور اینده سور کا چولا چھوڑنے پر کیا سمجھے گا کہ آیندہ جرم نہ کرے والا پھر سور بنا پڑیگا - اور جب دوسرون نے بھی اس سزا کو نہین دیکھا تو اونکو کیا خوف ہوگا ایک انسانی سور اپنے صنفی سور مین مخلوط ہوکر ایک فرد کا اور اضافہ کردیگا اسکے سوا اور کیا ہوتا ہے ایسی جزا سزا نے سود ہوئی اور جنم بیکار رہا ایک معمولی عقل بھی جب ایسی جزا سزا کو نہین تجویز کرتی تو خالق حکیم کب ایسے نے سود طریق کو اختیار کرسکتا ہے -

یہی اعتراض بعینہ اسلامی جزا سزا پر ہوتا ہے جب آخرت سے اعمال کی جزا و سزا متعلق ہے جس کو نہ اسوقت خود انسان محسوس کرتا ہے اور نہ دوسرے اُسکی حالت سے عبرت کرسکتے ہین پس آخرت بھی بیکار ٹہتی ہوئی -

جواب یہہ ہے کہ حدود و تعزیر و قصاص و دیات دنیاری سزائین ہر جرم کی شریعت اسلامی نے معین کی ہین جس سے انسان بدکاری و بدافعالی سے بچ سکتا ہے خود بخوف تعزیر بچے گا دوسرون کے واسطے بھی عبرت ہوگی لیکن یہہ دنیاوی خوف اور ظاہری لذت و راحت نفس کی باطنی طہارت نہین کرسکتی جبر و خوف سے تعزیر و قصاص کے اگر آیندہ جرم نہ کیا تو

بیشک اس علم سے حاصل ہوگا روحانی تزکیہ جبھی ہوگا جب توبہ کرے اور دلی ندامت کا خدا کی
مین اظہار کرے تو بخشش ہو اور عوض اسکا ابدی عین راحت ہی اگر صدق دل سے ندامت نہین
ہوئی تو بیشک سزا آخرت مین جہنم ہے آخرت کے اُس اپنے بار عذاب مین مبتلا ہو کر گنہگار
سمجھتا ہو کہ یہ سزا اس جرم کی ہی جو دنیا مین کیا تھا جہنم کی سی بے شعوری نہین ہوتی
پھر کہا جاسکتا ہی کہ مسلمانون مین مسخ کا اعتقاد یعنی کچھ تو مین اپنی بدکاری سے بندر بھیڑئے
سانپ وغیرہ بنائے گئے ہین یہ بعینہ جہنم کی شکل ہے۔ پس جو اشکال جہنم پر ہوتے ہین
بعینہ وہی سب مسخ پر بھی ہونگے۔

مسخ اور جہنم مین فرق

مسخ کیا شے ہے اسکو سمجھنا چاہیے۔ خدا نے قرآن مجید مین مسخ کو فرمایا ہے۔

(۱) قل هل انبئكم بشر من ذلك مثوبة عند الله من لعنه الله وغضب عليه
وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت اولئك شر مكانا واضل عن
سواء السبيل (اے محمد) آپ کہدیجیے کیا مین تمکو واقف کردون اُس بات سے جو اُس
سے بھی بدتر ہے انجام کی راہ سے یعنی جنپر خدا نے لعنت کی اور اُنپر ستم کیا اور ان مین سے
کچھ سور اور بندر بنا ڈالے جو پوجنے لگے سرکش کو وہی تو بدتر ہین مقام اور ٹھکانے
کی راہ سے اور سب سے بڑھکر بھٹکے ہوئے ہین سیدھے ڈھرے سے۔

(۲) فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين پس ہمنے اُنسے کہا تم سب بندر بنجاؤ مردود ہو نکی وجہ سے

(۳) ولو نشاء لمسخناهم على مكانتهم ہم چاہین تو ابھی اُنکو مسخ کردین اُنکی جگہ پر
واضح ہو کہ مسخ کی دو قسمین ہین ایک مسخ اخلاقی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ آدمی مین تین
چیزین ہین ایک عقل اسکے آثار وظہور کا مقام سر ہی اور اسی صفت سے آدمی کو دوسرے جانورون سے
تمیز ہوگئی ہی کیونکہ آدمی مین تو تمیز ہی اور حیوانات مین نہین پس اگر آدمی مین عقل نہوتی
تو بیدُم کا جانور ہوتا۔ دوسرے غصہ اسکا مقام دل ہی اور درندگی اسی صفت مین سب
درندہ شریک ہین تیسری خواہش اسکا مقام جگر ہے اسی صفت مین بھی سب چوپائے وغیرہ
انسان کے شریک ہین اور علمائے اخلاق مین انسان کا دل درجہ کی یہ قرار دی ہے کہ

انسان عقل کو اسدرجہ حکومت دے کہ خواہش یا غصہ دونون محکوم ہوتے ہوتے اپنے
مقتضی سے باز رہین اور ادنی درجہ کی انسانیت یہ ہی کہ خواہش و غصہ اُنمین باقی
تو ہون مگر عقل کا سامنا ہونے پر دونون دب جاوین اور اسکا عکس یعنی عقل کا خواہش و
غصہ سے دبنا حیوانیت ہے اگر عقل کی تاثیر بھی کسیقدر باقی ہو پہلے درجہ کی بلحنے
کم سے کم حیوانیت ہے اور جو بالکل عقل پر پتھر پڑ جاوین اور وہ باقی ہی نرہے یعنی ظہور
اثر کی راہ سے تو پوری حیوانیت ہی۔ پھر اگر انسان غصہ ہی کا ہو رہا تو آدمی سے بندر
اور بھیڑیا وغیرہ بنگیا اور اگر خواہش کا ہو رہا تو وہ سور یا جو اصل بنا۔
دوسرے معنا موسیٰ اور بنا ہی مسخ ہے اسکا ادنی درجہ یہی اخلاقی مسخ ہوا اور اعلی درجہ یہ ہے
کہ سیرت مین مسخ ہو نیکی سزا مین صورتین بھی ویسا ہی مسخ ہو کہ جو عقلاً ممکن ہے۔

اختلاف تشکلات

شکل بدلنا ہر ذی روح کا نیچر ہی سب سے پہلے یہی حضرت انسان بنا بر قول فزیالوجین ایک
کیڑا تھے جو مرد کے نطفہ مین ہوتا ہی رحم مین بھو بحکم نشو ونما اگر اس عالم ظہور مین آتا ہی پھر دن
بدن اُسکے قد و قامت صورت سیرت مین کیسی کیسی تبدیلیان ہوتی ہین۔

حیوانی تخم صورت بدلکر ایک خوشرنگ طائر بنجاتا ہے۔
پوست کا کیڑا کچھ دنوں رکھنے سے تتلی بنجاتا ہے۔
زمین کے کیڑے مکوڑے کچھ عرصہ بعد پردار بنکر اوڑنے لگتے ہین۔
پانی کا کیڑا عرصہ گذرنے پر مکوڑا بنجاتا ہے۔
فضلات کے کیڑے کی مکھی بنتی ہی اختلاف تشکلات کی اور صدہا نظیرین ہین دیکھو علم الحیوانات انکو
اصلی صورت بشر کی جسکو "ہوتنوت" کہتے ہین اور موجودہ ترقی شدہ انسان جسکو
"قوقاسی" کہتے ہین ان دونو کی شکلوں مین کسقدر اختلاف ہی۔

اسباب اختلاف تشکلات

فزیالوجی کے جاننے والے اسباب اختلاف تشکلات سے واقف ہین کن وجوہ سے شکل
انسانی مین تغیرات ہوئے ہین اجمالاً چند اسباب مذکور ہوتے ہین۔

(۱) تاثیر ماحول کی اور اغذیہ وعادات۔

(۲) ماں باپ سے توارث جیسا کہ "بروبیر بوقا" نے بہت سے واقعات اپنی کتاب "اکس
بروفستو" مین نقل کیے ہین مثلاً ایک لڑکی ایسی پیدا ہوئی جسکا منھ لونبڑی کا سا تھا
اور ایک کے یہان دو لڑکیان پیدا ہوئین توام جنہین سے ایک کے تین چھاتیان تھین۔
پروفیسر کرو فیلیہ نے ایک آدمی کی تصویر دی ہے اپنی کتاب تشریح مین جو چوپایہ کے
مانند ہے صورت انسانی رکھتا ہے اور باقی جسم چوپائے کے مانند ہے۔
مختصر ایسے انسان دیکھے گئے ہین جنکا سر انسانکا جسم مین گھوڑے کا یا سر انسان کا
اور جسم مین شیر کا۔

(۳) تصورات حاملہ سے بچہ کی شکل مین اختلاف ہونا جس پر فزیالوجین کا اتفاق ہے مختصر
اختلاف تشکلات انسانی ناقابل انکار ہے قرآن مجید مین ہے "نحن خلقناهم وشددنا
اسرهم واذا شئنا بدلنا امثالهم تبديلا (سورہ دہر) ہمنے انکو خلق کیا اور مضبوط
و محکم باندھ دیا (قانون خلقت کو) اور جب ہم چاہینگے انکی مثالونمین ایسی تبدیلی
کر دینگے جو صاف تبدیلی معلوم ہوگی"۔
خدا نے اُسی قانون کی تبدیلی پر سیرت بدلجانے سے صورت بھی بدل جاتی ہے اور انسان سے
اچھا خاصہ حیوان بنجاتا ہے جس سے دوسرے نکو دہشت خوف ہوتا ہے اور عبرت انکی بڑھجاتی ہے
جسکی وجہ سے قانون الہی کی مخالفت سے بچتے ہین اور حیوانیت سے بچنے کی کوشش کرتے ہین۔
پابندی قواعد فزیالوجی وحفظان صحت (ہائجین) اختلاف تشکلات سے انسان کو
بچاتا ہے کیا معنی کہ پابندی قواعد عقلیہ کی حافظ انسانیت ہے ناموس شریعت اور پابندی
احکام اسلامی کی جو الٰہی فزیالوجی اور خدائی ہائجین ہے یعنی پابندی اخلاق
شرعی یہ بھی اُسیطرح سے مسخ کو روکتی ہے اور مخالفت اُسکی باعث مسخ ہوتی ہے جسم
کی یہی شکل ہو تو اختلاف کا ہے کا۔ اختلاف اس لئے ہے کہ ہمیشہ ایسا نہین ہوتا
اور نہ روح کا حلول دوسرے اجسام مین ہوتا ہے بلکہ چند بار ایسے تاریخی واقعات
ہونے پر تنبیہ وعبرت کا فائدہ ہوگا اور پھر اخروی ابدی عذاب ثواب سے دوزخ

و جنت کے بھی مفقر نہین ہی جہنم مین ایسا نہین ہی وہ تو ایک قسم کا بچرل قاعدہ گا سا ہی اس
سے کیا فائدہ تنبیہ و عبرت کا ہو سکتا ہی بلکہ وہ قانون فطرت اور قانون طبعی کہا جاتا ہی اور
ہنود مذہب مین گنون اور اعمال کی جزا و سزا کا ہمیشہ ہر فرد کیلئے عوض سمجھا جاتا ہی۔
مسخ و جہنم مین اس بنا پر صرف اتنا فرق ہے کہ اسلام چند ایسے واقعات بتلاتا ہی مخالفت
احکام الہیہ کیوجہ سے جیسا کہ فلاسفہ طبعیین مخالفت اصول فزیالوجی و ایمبریالوجی کو اس کا
سبب بتاتے ہین اور چونکہ ہر قانون زیر قدرت الٰہی ہے اور اسی کے مقرر کردہ اصول
ہین جنکو حکماء نے بذریعہ عقل دریافت کیا ہی اور شریعت و مذہب نے انکی تعیین از روئے مذہب
کی ہی لہذا اصول فلسفی و اصول شریعت مین کوئی فرق نہین ہی۔ پس یہ چند واقعات
بغرض تنبیہ و عبرت و خوف ہوتے ہین تاکہ انسان مخالفت سے بچے اگر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا
جیسا کہ جہنم مین کہا جاتا ہی تو فلاسفہ و فزیالوجین بھی قواعد حفظان تشکل معین نکر سکتے اور
انکے اسباب کی تشخیص سے قاصر رہتے اور یہی سمجھا جاتا کہ ہمیشہ اختلاف تشکلات ایک نیچرل
بات ہی جسطرح سے مٹی کے کیڑے سے آدمی یا تخم حیوانی سے طائر کا پیدا ہونا کیڑے کو دون
کا پروار بننا اسیطرح سے انسان بھی اپنی صورتمین ہمیشہ فطری تبدیلی کرتا رہتا ہی اور یہ
اسکا نیچر ہی اور نہ کوئی قانون ترکیب رہتا ولن تجد لخلق اللہ تبدیلا آئین خلقت
مین کبھی تبدیلی نہین ہو سکتی وہ قانون بس ایک ہی ہی اگر روز تبدیلی ہو تو وہ قانون
نرہیگا اور چند بار قانون کی مخالفت کسی ضرورت و مصلحت سے خرق عادت اور قدرت نمائی
مین داخل ہو کر ممکن سمجھا جاویگا خصوص جبکہ قاعدہ ثبوت سمعیات سے بھی تصدیق ہو سکے
گو اور صادق گواہ شہادت دین انبیاء و اوصیاء با وجود عصمت تصدیق کرین قرآن مجید
اسکی خبر دے فلاسفر اطبا ڈاکٹر و ماہران فزیالوجی عالمان ایمبریالوجی برابر ایسے واقعات
پیش کرین تو بیشک وہ واقعات ناقابل انکار ہونگے۔

اسلامی مسخ بعینہ ویسا ہی ہی جیسا کہ اصول فزیالوجی و ایمبریالوجی کی مخالفت مین مسخ ہوتا ہے
لیکن جہنم مین ایسا نہین ہی اسمین اعادہ انسانکے قائل ہین ایک گناہگار اپنی بد اعمالی سے
اپنا قالب چھوڑ کر دوسرے قالب مین حلول کرتا ہی اسلام مین ایسا نہین ہی کہ بعد موت و

روح دوسرے قالب مین اُسطرح پڑ جاوے اور مکرر اُسکا اعادہ ہوتا رہے اور نہ فلسفہ جسم کی تائید کرتا ہے وہ بھی اسکے قائل نہین کہ مخالفت قوانین فزیالوجی سے انسان اپنا پہلا قالب چھوڑ کسی دوسرے بدن مین ظاہر ہو۔ اس صورت مین وہی قانون ترکیب مزاحم ہوگا۔ جو محال عقلی ہے یعنی اجزاء انسانی کی ترکیب سے انسان نہ بنے اور سور کتا یا درخت بنجاوے۔

بخلاف اسلامی فزیالوجی و فلسفی فزیالوجی کے مسخ کے اسمین انسانی اجزاء سور اور درخت نہین بناتے ہین بلکہ شرائط وجودی انسانی کا انمین فقدان ہونا انکو مختلف شکلون پر پیدا کردیتا ہے اگر تمام شرائط وجودی انسان کے جو فزیالوجی والجبین مین مقرر ہین موجود ہوتے تو بجز انسان کے اور کوئی دوسرا مرکب ہرگز نہ بنتا جسم مین تو یہ ہے کہ انسان بن لینے کے بعد پھر وہ گنون کیوجہ سے مرکر دوسرا مرکب بنتا ہے اور یہ ایک فلسفی باریک فرق ہے اعادہ معدوم کی شکل نہین ہے جیسی جسم مین ہے۔

فلسفہ اسلامی و فلسفہ طبعی مین انسان مثل دیگر مرکبات عالم کے ہے انھین اجزاء سے اُسی طرح سے بنا ہے جسطرح سے عالم کے اور اشیا بنتے ہین منہا خلقنا کم اور اُسیطرح سے بگڑتے رہتے ہین جسطرح سے دیگر مرکبات عالم بن بگاڑ ہوتا ہے جسم کے اصول پر نہ خلقت ہوتی ہے نہ بگاڑ و منہا نخرجکم تارۃ اخریٰ مرنے اور سڑنے گلنے کے بعد دوبارہ اُسکی زندگی بھی خلاف قانون نہین ہوتی دوبارہ بھی اُوسیطرح سے وجود مین آتا ہے جسطرح سے تمام موجودات عالم کا اعادہ ہوتا ہے اور کوئی دوسرا طریقہ نہین ترجمانا ہے

فطری وجود و اعادہ کی مثالین

(مثال اول) زمین در دریاؤن کی بھاپ اُٹھکر جاتی ہے اور پھر ٹھنڈک پاکر برس پڑتی ہے دوبارہ زمین کی وہی میلا اور سمندر کی بھاپ بنتی ہے اور برستی ہے وہی الٹ پھیر اور وجود و عدم اور اعادہ ایک ہی شکل پر ہوتا ہے پہلی مرتبہ جسطرح سے ہوا ہے ہزارون مرتبہ اسیطرح سے ہوگا۔

(مثال ۲) ایک تخم بو درخت بار آور ہوگا پھر اُسکے تخم کو بو وہی درخت اُوگے گا لاکھون مرتبہ اسیطرح سے ادلٹ پھیر رہیگا جسطرح پہلی مرتبہ ابتدا ہوئی تھی ہمیشہ اُسی شکل مین اعادہ ہوگا۔

(مثال ۳) ثوابت کے ٹھنڈے ہونے اور ٹوٹنے پھوٹنے سے سیارے اور اقمار بنتے ہین پھر اُنکے انتشار و تحلیل سے کومٹ بنتے اور اُنسے رفتہ رفتہ اسیطرح سے ثوابت و سیارہ اور اقمار بنتے ہین جسطرح سے ابتدا ہوتی ہے اُسیطرح سے اُن کا اعادہ ہوتا ہے قرآنمجید مین بھی ہے " یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین " وہ روز جسمین آسمان کتاب دفتر کیطرح سے لپیٹ دیے جاوینگے جسطرح سے پہلی مرتبہ خلقت کی ابتدا ہوئی تھی اُسیطرح سے ہم اُسکا دوبارہ اعادہ کرینگے یہی ہمارا وعدہ ہے اور ہمین تو یہ سب کچھ کرنیوالے ہین۔ صاف بتایا ہے کہ ابتدا مین ہر شے کی جسطرح سے خلقت ہوئی پھر اعادہ بھی اُسکا دوبارہ اُسیطرح سے ہوگا کوئی نیا ڈھنگ اختیار نہ کیا جاویگا جبکہ فلسفہ قدیم یونانی سے مرعوب ہوکر ہمارے بعض علماء نے طرح طرح کے اعادہ مین مشکلین پیدا کی ہین قرآن مجید و احادیث بالکل اُنکے خلاف ہے اور یہی قانون طبعی ہے جیسا کہ مثالون مین مذکور ہوا۔

انسان بھی ایک مخلوق ہے اُسکا بناؤ بگاڑ اور اعادہ بالکل اُسیطرح سے ہوگا جیسا کہ دیگر مخلوقات کیواسطے ہے جنم کا طریقہ نہ ہوگا کہ وہ گھاس پات بنے یا حیوانات مین جنم لے یا ایک انسان دوسرے انسان مین جنم لے۔ اگر انسان کے لیے جنم صحیح ہوگا تو ہر مخلوق کے لیے جنم صحیح ہونا چاہیے ایک درخت بھی انسان بنجاوے اور کتا سور بھی انسان بنجاوے اور ایک درخت دوسرا درخت بنے گیہون لو اونٹ کٹارا اوگے ہولی بو سیب نکلے جب اور مخلوقات مین نہین تو انسان مین خلاف قانون طبعی کب ہوسکتا ہے۔

ابتدائے انسان

جیالوجی مین زمین کے چار دورے ہوتے ہین زمین کے دوسرے تیسرے دور مین بکثرت پانی تھا لہذا اُسمین کیڑے مکوڑے کی خلقت ہوئی چوتھے دور زمین کا آگ پانی کم ہوا اُس سے انسان بنا جیالوجی تخمیر سے ذیروح کی ابتدا بتاتا ہے اور چوتھے دور مین انسان کی ابتدا ہوئی۔

قرآنمجید مین انسان کی اصلی تاریخ بھی اسیطرح سے بتائی ہے "ومنہا خلقناکم" اُسی زمین سے تم بنائے گئے کسطرح "خلق الانسان من صلصال کالفخار" ہمنے انسانکو اُس مٹی سے بنایا جو خشک تھی اور اسطرح آواز دیتی تھی جیسے آگ کی پکی ہوئی مٹی "ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون" ہمنے انسانکو بنایا اُس خشک مٹی سے جو گرم پانی سے گندھی تھی۔ "انا خلقناہ من طین لازب" ہم نے انسانکو بنایا مخلوط و ممزوج مٹی سے۔ جیالوجی تاریخ انسان اصلی فلسفہ مین پڑھو اور بصدق دل سے اسلامی جیالوجی پر ایمان لاؤ۔ چوتھے دور کی جیالوجی کی مٹی بہت سے مفردات سے ممزوج ہے اور جیالوجی طوفان کے پانی سے گندھی ہوئی تخمیر شدہ مٹی سے انسان بنا ہے۔ "انہ ھو یبدء و یعید" خدا ہی نے انسان کی اسطرح سے ابتدا کی ہے وہی آسکا اعادہ کریگا اسی اُصول پر جو قانون طبعی کے بالکل موافق ہے۔

"فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون" ہم ابر سے منہ برساتے ہین اور اُس سے تمام پھل اُگاتے ہین اسیطرح سے ہم پانی برساکر مُردونکو زندہ کرینگے شاید کہ تم یاد کرو۔ پھر فرماتا ہے "فانظر الی اثار رحمۃ اللہ کیف یحی الارض بعد موتہا ان ذالک لمحی الموتی وھو علی کل شی قدیر" دیکھو آثار رحمت خدا کو کسطرح سے منہ برساکر زمین کو اُس ویرانی کے بعد آباد کرتا ہی اسیطرح سے وہ مردونکو زندہ کریگا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ "واللہ الذی ارسل الریاح فتثیر سحابا سقناہ الی بلد میت فاحیینا بہ الارض بعد موتہا کذالک النشور" خداوہ ہے جسنے

ہواؤں میں بھیجکر ابر بنایا اُس سے مردہ شہر سیراب ہوتے ہیں اور زمین مرنیکے بعد زندہ ہوتی ہے
یہی حالت قیامت میں انسانوں کے حشر و نشر کی ہوگی۔ مواد انسانی جو زمین میں تحلیل ہے
وہ سب اسی پانی سے تخمیر کے بعد فوراً زندہ کر دیے جاوینگے جسطرح سے ابتدا میں انسان
اصلی کی خلقت ہوئی اور یہی معاد جسمانی ہے جسطرح سے ایکمرتبہ انسانکی ابتدا ہوئی اُسی
طرح سے اُسکا دوبارہ اعادہ ہوگا اور یہی قانون طبعی ہے جنم کا طریقہ نہیں ہوسکتا کہ ایک
مرکر دوسرے میں حلول کرے اور ہمیشہ یہی سلسلہ رہے کہ ہزار مریں اور وہ دوسرے
ہزار قالبوں میں جنم کے ذریعہ سے پھر پیدا ہوں۔

اگر ایسا ہی ہے تو اس جنگ عالم سوز میں یورپ کو افسوس کا ہے کا یہ لاکھوں نفوس مرے ہوے
ایکدم پیدا ہونیوالے ہیں اصول جنم اگر صحیح ہے تو کبھی آبادی عالم میں فرق نہ آنا چاہیے اور
نسلوں کی افزائش کے اصول فلسفیہ سب لغو و بیکار ہیں کروڑوں کا ایکدم مرجانا جنگ و وبا
و طاعون سے بربادی کرہ ارضی کا کیوں سبب ہوتا ہے کیا ثبوت اسکا کہ وہ سب مرنیوالے
گھانس پات اور حیوانات ہی کے بدن میں نمودار ہونیکی صلاحیت رکھتے تھے جو سیکڑوں سال
مرکر زمین کو ویران کر جاتے ہیں اور بقاعدہ افزائش نسل پھر آبادی بڑھائی جاتی ہے ہمیشہ ایسا ہی
کیوں ہوتا ہے کبھی تو مذہب ہنود میں کوئی ایسا واقعہ بھی بتایا جاتا کہ ہزار یا پچاس انسان مرے
اور فوراً دوسرے مقام پر وہ کسر پوری ہوگئی مذہبی حیثیت سے بھی ایسے واقعات کا
پتہ اُنکے کتب میں نہیں۔

اور اسلامی واقعات اعادہ معدوم کے جو حشر و نشر میں ہونیوالے ہیں اُنکے نظائر اُسی
طرح کے اسلامی کتب ہی میں متعدد موجود ہیں انبیاء کا مردہ زندہ کرنا حضرت حزقیل کا لاکھوں
مردہ ٹڈیونکو جو بخوف طاعون بھاگے تھے اور ایک مقام پر مر کر رہ گئے اُن سبکو پانی
چھڑک کر بحکم خدا زندہ کرنا زندہ ہونے پر اونکو شعور و ادراک اس امر کا کہ ہم وہی ہیں اور اپنے
واقعات کو پورا پورا بتلانا یہ سب موجود ہیں ان نظائر کا مذہبی ثبوت تو موجود ہے اور انکی
فلاسفی کے بیان کا یہاں محل نہیں فلسفۃ الاسلام کتاب معاد ہماری ان جزئیات کی
بحث کیواسطے کافی ہے ان واقعات کو اس مقام پر اجمالاً اس امر کی شہادت

کی غرض سے صرف پیش کیا ہے کہ اتفاقی قدرت نمائی خالق کی غرض سے بھی اگر مردہ زندہ
ہونیکے واقعات اسلام نے بیان کیے ہین تو وہ بھی جسم کی شکل سے نہین بلکہ اسپیرٹ جیسے
ابتدا ہوئی تھی ویسا ہی وقتی اعادہ ہوا ہے جو مرا تھا وہی زندہ ہوا ہے کوئی دوسرا نہین
یا کسی دوسرے قالب مین آیا ہے تفصیلی مباحث ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام فزیالوجی
اور فلسفۃ الاسلام معاد سے معلوم ہونگے۔

شبہ ۱

یہ شبہ نہ ہو کہ قانون ترکیب جو بنایا گیا ہے اُس سے بھی فطری اختلاف تشکلات یا مذہبی
مسخ بھی ممکن نہین ہے۔ اختلاف تشکلات کی مثالین اور اسباب جو بیان کیے ہین اسی
طرح سے مسخ یہ بالکل قانون ترکیب خلاف نہین ہے۔ قانون ترکیب کا صرف یہ مقصود
ہے کہ جس مرکب کے اجزاء اُسی تناسب سے جب ایک جا ہونگے تو وہی مرکب بنے گا
کوئی دوسرا نہ بنے گا اور اختلاف تشکلات مین شرائط وجودی انسانیت اسکے
کامل نہین پائے جاتے اور اجزاء مین بھی وہ تناسب نہین ہوتا جو انسانیت کے
واسطے ضروری ہے۔

اور مسخ مین اتفاق و خرق عادت ہے جسکو اصطلاح طبعی مین صدفہ عمیا کہتے ہین یعنے
قوانین طبعیہ کی چند بار مخالفت جسکا طبعی سبب نا معلوم ہو اور فلسفہ الٰہیہ مین اُسکو
قادر کی قدرت نمائی کہتے ہین قانون طبعی وہی دائمی رہتا ہے چند واقعون
کا اتفاقی طور پر ہونا حکمت طبعیہ مین بھی برابر رہتا ہے اُسکو حکمت الٰہیہ اور
فلسفہ اسلامیہ مین قادر کی قدرت سے منسوب کرتے ہین جسم بھی اگر اتفاق ہوتا
اور ہمیشہ نہ رہتا تو اُسمین بھی قانون طبعی کی مخالفت کو محض اس بنا پر مان لیتے
بشرطیکہ اور کوئی خرابی نہ ہوتی لیکن جسم تو اصول طبعیہ کو قانونی حیثیت سے نکالے
دیتا ہے اور صریحی خلاف قانون طبعی ہے

شبہ ۲

جبکہ اختلاف تشکلات مخلوق کا نتیجہ ہے اور فطرت انسانی وحیوانی مین داخل ہے تو پھر مسخ زیر قوت قوانین فطریہ رہا گنون اور اعمال کو اُسمین کیا دخل ہوا۔

اس بات کو خوب سمجھ لو کہ ہمنے اختلاف تشکلات کو اثبات مسخ مین اس بنا پر لکھا ہے کہ اختلاف تشکلات زیر قوانین طبعیہ ممکن ہی نہین بلکہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے پھر زیر قدرت قادر مطلق ایسا ہونا کیا دشوار ہے درصورتیکہ ہر مذہب والا تمام قوانین طبعیہ وفطریہ کو تحت قوت قادر مطلق مانتے ہین اور اُن قوانین طبعیہ کے تصرفات کو اُسی خالق کا اثر اور تصرف سمجھتے ہین اس صورت مین خالق کے کسی فعل اور قانون طبعی مین کیا فرق ہوگا دونون ایک ہی ہونگے۔

لیکن پھر بھی مسخ اسلامی اور ان قوانین طبعیہ مین فرق ہے اور وہ بہت جزئی ہے۔

طبعیین نے اختلاف تشکلات انسانی مین ایک ادبی واخلاقی سبب بھی اختلاف تشکلات کا بتایا ہے اور بڑے بڑے علماء ومحققین اسکے حامی ہین انسان آداب واخلاق مین ترقی سے شکل وشمائل مین بھی ترقی کرتا ہے اسی طرح سے آداب واخلاق کے تنزل سے جنس بشری مین بھی انحطاط ہوتا ہے قدیم حکماء کے نزدیک بھی یہ مسلمہ امر تھا چنانچہ بہت سے تجربی ادلہ پیش کیے تھے منجملہ اُن کے کہا تھا کہ مرغی جب اذان دینا شروع کرتی ہے تو مثل مرغ کے خار بھی اُسکے برآمد ہوتے ہین اور نفس کا اثر جسم پر بھی ہوتا ہے موجودہ طبعیین نے بھی اسکی حمایت مین بہت سے ادلہ قائم کیے ہین دیکھو کتب فزیالوجی کو وہ اقوام جنھون نے اخلاقی وادبی تنزل کیوجہ سے خلقت مین بھی تنزل کیا ہے اور جسمانی انحطاط بھی اُنمین پیدا ہوا ہے جو اقوام فزیالوجی مین "کریتان" "کاگو" وغیرہ کے نامون سے پکارے جاتے ہین اور اب یہ مسلم ہوگیا ہے کہ عقل کا اثر طبیعت پر لازمی

ہے انمین دو گروہ ہین ایک قائل ہے کہ تصورات ذہنیہ ایک خاص مادہ کی طرف مستحیل ہوجاتے ہین۔
اور دوسرا گروہ قائل ہے کہ یہ تاثیر تصور کی ہے بدون ارادہ و اتصال اعصاب کے نفس اور تصور کا اثر طبیعت ہوتا ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو عقل کا اثر نفس و طبیعت پر اب بدیہی ہے جس کے حامی بڑے بڑے حکما متقدمین و متاخرین ہین مثل "ابو قراط، ارسطو، بلینوس، غالینان، ستالح، فان، ہلمونت، ہوفمان، بوہرہاف، بلومیناش، دیکارت، مالبرانش، لوق، فولتیر، بیرانت، برلولای، ہیلیو ودر، وغیرہ وغیرہ کے مسخ اسلامی اسی تغیر طبعی مین داخل ہے اخلاق و دآداب کے انحطاط اور عقلی زوال سے سیرت و صورت مین تغیر ہوجاتا ہے جو فطری طور پر تو تدریجی ہے لیکن مذہبی طور پر خالق کائنات نے چند قومون کو ایک بارگی آدمی سے جانور بنادیا تھا اور اُنکی بداخلاقی کا یہ نتیجہ ہوا تھا کہ سیرت کے تغیر سے دفعتاً صورت بھی بدل گئی تھی اور وہ مسخ شدہ قومین دوسرون کے واسطے عبرت ہوگئی تھین۔ اخلاق کا اثر طبیعت پر ایسا شدید کردیا گیا جس کی تدریجی تاثیر فوری تاثیر مین بدل گئی اور آدمی سے سور بندر ہاتھی بنگیا۔ نہ جنم کا ساحلول ہوا اور نہ خلاف قانون طبعی ہوا اگر کچھ ہوا تو اسی قدر کہ تاثیر قانون طبعی بڑھ گئی یہی اسلامی مسخ ہے جو جنم سے مختلف شکل رکھتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔